Riphah Journal of Islamic Thought & Civilization
Published by: Department of Islamic Studies,
Riphah International University, Islamabad
Email: editor.rjitc@riphah.edu.pk
Website: https://journals.riphah.edu.pk/index.php/jitc
ISSN (E): 3006-9041 (P): 2791-187X

قرآنی سائنسی اسلوب: تفسیری رجحانات اور عصری معنویت

Qur'anic Scientific Approach: Interpretative Trends and Contemporary Significance

صادقت حسین[i]
عظمی بیگم[ii]

Abstract

This study explores the profound relationship between modern scientific evidence and the Qur'anic message, focusing on its intellectual, spiritual, and social implications. The Qur'an, regarded as a timeless and miraculous scripture, references numerous natural phenomena, many of which align with modern scientific discoveries, emphasizing its enduring relevance and foresight.The research employs a comparative analysis and critical evaluation methodology to examine the congruence between Qur'anic verses and contemporary scientific insights. This approach helps identify areas of harmony and address perceived contradictions, offering reconciliations where necessary. The findings demonstrate how integrating scientific reasoning with Qur'anic interpretation enhances the faith of Muslims by reaffirming the divine origin of the Qur'an and its compatibility with rational thought. Additionally, it presents Islam as a rational and evidence-based belief system, effectively countering skepticism among non-Muslims.This study underscores the Qur'an's scientific approach as a vital tool in contemporary da'wah, particularly through modern tafsir (exegesis) methods. By leveraging digital platforms and the universality of scientific reasoning, it facilitates a broader and more effective propagation of Islamic teachings. The findings highlight the potential of this integration to bridge faith and intellect, making the Qur'anic message both spiritually and scientifically accessible.

Keywords: *Scientific Interpretation, Modern Scientific Discoveries, Islamic Perspective on Science, Contemporary Da'wah Methods, Challenges in Modern Tafsir (Exegesis).*

---

[i] لیکچرار اسلامک سٹڈیز، ڈیپارٹمنٹ آف ہاہیر ایجوکیشن کالجز مظفر آباد آزاد کشمیر
[ii] ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامک سٹڈیز، ہاہیر ایجوکیشن کالجز آزاد کشمیر

تعارف:

قرآن مجید کا اسلوب دعوت اور اندازِ بیان ایک منفرد اور اچھوتا ہے۔ قرآن مجید کے ان اسالیب کی مثال نہ عربی شاعری میں ملتی ہے ،نہ خطابت میں، نہ کہانت میں اور نہ کسی اور ایسے طرز کلام میں جس سے اہل عرب نہ اسلام سے پہلے اور نہ بعد میں مانوس تھے۔ قرآن کے ان اسالیب میں سے ایک ‘‘سائنسی اُسلوب دعوت" بھی ہے۔. قرآن مجید میں غیر مانوس اور پیچیدہ اسالیب اختیار نہیں کیے گئے۔ اس میں موثر واقعات، سبق آموز مثالیں، سابقہ اقوام کے قصے، واضح احکام و مسائل، مستقبل کی پیشین گوئیاں، اور سائنسی اشارے شامل ہیں۔ قرآن کی زبان سادہ، عام فہم اور شفاف ہے، جس میں کسی قسم کی الجھن یا پیچیدگی نہیں پائی جاتی۔ اس کا دعوتی اسلوب نہ صرف مؤثر اور ہمہ گیر ہے بلکہ ہر زمانے کے لیے رہنما ہے۔ قرآن کی مثالیں حقیقی اور حقیقت پر مبنی ہیں، خیالی یا تصوراتی نہیں۔

قرآن مجید کے اسالیب میں نہ اکتاہٹ ہے اور نہ ہی تھکاوٹ۔ اس کے بر خلاف، بائبل کی کتابوں کو موضوعاتی ترتیب میں پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، کتاب پیدائش میں کائنات کی تخلیق کی کہانی مراحل کی صورت میں بیان کی گئی ہے، جو زیادہ تر ایک داستان یا چارٹ کی شکل میں معلوم ہوتی ہے۔ دوسری طرف، کتاب گنتی یا اعداد کا مواد مردم شماری کی رپورٹ جیسا محسوس ہوتا ہے۔ نتیجتاً، بہت سے یہودی اور عیسائی ایسے ہیں جنہوں نے بائبل کو مکمل طور پر کبھی نہیں پڑھا، بلکہ صرف وہی حصے دیکھے جن کی انہیں ضرورت تھی یا جن کا ان سے کوئی تعلق تھا۔

یہ دلکش اُسلوب، جاذب نظر الفاظ اور ایسے پیرائے میں ہے جو تمام مضامین کے ساتھ ہر صاحب دل و دماغ کے عین مطابق ہے۔ پس دعوت دین میں قرآن مجید کی سائنسی تفسیر کی عصری اہمیت اپنی جگہ مسلّمہ ہے۔ اس تحقیقی کام کے نتیجے میں اسلام کی حقانیت سائنسی بنیادوں پر ثابت کرنا سہل ہو گی جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سے پہلے اس طرح کی کاوش نہیں کی گی بایں طور یہ آرٹیکل اپنے لئے گنجائش رکھتا ہے۔ اس مقالہ تحقیق میں تین مباحث ہیں جو بذیل ہیں:

مبحث اول: سائنسی اسلوب کا مفہوم اور اقسام

مبحث دوم: قرآن مجید کی سائنسی انداز بیان کی تفسیر اور علماء کے نظریات

مبحث ثالث: سائنس کے فروغ میں قرآنی تعلیمات کی معنویت

اس تحقیق کا مقصد جدید سائنسی نظریات کی روشنی میں قرآن کے دعوتی اسلوب کو مؤثر بنانا، سائنسی دریافتوں کے ذریعے اس کی تصدیق کرنا، اور اس کے فکری و معاشرتی اثرات کا تجزیہ پیش کرنا ہے۔

مبحث اول: سائنسی اسلوب کا مفہوم اور اقسام

سائنسی اسلوب کی تعریف:

اسلوب سے مراد کسی کے بات چیت کا انداز، طرزِ تکلم، اور گفتگو کا سلیقہ ہے۔ اس میں الفاظ کا چناؤ، جملوں کی ساخت، فقرے ترتیب دینے کا طریقہ، لہجے کی سختی یا نرمی، اور آواز کی بلندی یا پستی شامل ہیں۔ یہ تمام عناصر مل کر کسی فرد کے اسلوب کو تشکیل دیتے ہیں اور اس کی بات چیت کو منفرد بناتے ہیں[1]

سائنسی اسلوب کسی موضوع کو معروضی انداز میں بیان کرنے کا وہ طریقہ ہے جس میں مشاہدات، تجربات اور تجزیات کو منطقی اور واضح انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ اسلوب سادہ، غیر جذباتی اور حقائق پر مبنی ہوتا ہے، تاکہ قارئین یا سامعین کے لیے معلومات کو بہتر طور پر سمجھنا اور قبول کرنا آسان ہو۔ جیسا کہ خالد محمود کہتے ہیں کہ

"سائنسی اسلوب ایک ایسا طرزِ تحریر ہے جو حقائق اور معروضی تجزیات پر مبنی ہوتا ہے، جس میں معلومات کو واضح، مختصر اور منظم انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ موضوع کی تفہیم ممکن ہو سکے"[2]

ڈاکٹر ضیاء الدین سائنسی اسلوب کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"یہ اسلوب عموماً تحقیقاتی مقالہ جات، سائنسی مضامین، اور تکنیکی رپورٹوں میں استعمال کیا جاتا ہے، جہاں جذباتی الفاظ یا مبالغہ آرائی سے گریز کیا جاتا ہے اور سچائی کو ترجیح دی جاتی ہے"[3]

پس معلوم ہوا کہ سائنسی اسلوب کا بنیادی مقصد معلومات کو منطقی، غیر جانبدار اور منظم انداز میں پیش کرنا ہے، تاکہ علمی تحقیق کے تقاضے پورے کیے جا سکیں۔

قرآن کے تکوینی اسلوب کی مثال:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ﴾[4]

"کیا کافر لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا"

یہ آیت سائنسی اسلوب کی بہترین مثال ہے کہ اس میں کائنات کی تخلیق کے حوالے سے ایک حیرت انگیز حقیقت بیان کرتی یہ آیت انسانی عقل کو کائنات کی تخلیق، اس کی حقیقت، اور اس میں اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ قرآن کے معجزاتی پہلوؤں میں سے ایک ہے جو علم اور ایمان کو یکجا کرتا ہے۔[5]

آیت کریمہ کے سائنسی اسلوب کی توضیح:

حضرت ابن عباس تکوینی ایت کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

"لم تنزل منها قطرة من مطر ولم ينبت على الأرض شيء من النبات ملتزقاً بعضها على بعض { فَفَتَقْنَاهُمَا } ففرقناهما وأبنا بعضهما عن بعض بالمطر والنبات "[6]

"آسمان اور زمین پہلے ایک حالت میں تھے جہاں نہ بارش برستی تھی اور نہ زمین سے پیداوار ہوتی تھی۔ جس وقت بارش کا نزول نہ ہو اور زمین کچھ نہ اگائے، تو اسے بھی آسمان اور زمین کا بند ہونا کہا جا سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح کھول دیا کہ آسمان سے بارش برسنے لگی اور زمین سے نباتات اگنے لگیں"[7]

جدید سائنس، خاص طور پر بگ بینگ تھیوری، کہتی ہے کہ کائنات کی ابتدا ایک واحد، انتہائی کثیف اور گرم نقطے سے ہوئی۔ اس کے بعد ایک عظیم دھماکہ (بگ بینگ) ہوا، جس کے نتیجے میں کائنات پھیلنا شروع ہوئی اور آج تک پھیل رہی ہے۔ قرآن کا یہ بیان اس سائنسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے، جو تقریباً ساڑھے 1400 سال پہلے دی گئی تھی، جبکہ سائنس نے یہ نظریہ صرف گزشتہ چند صدیوں میں دریافت کیا ہے۔ یہ آیت انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے کہ کائنات کی تخلیق محض ایک اتفاقیہ عمل نہیں، بلکہ ایک خالق کی قدرت کا مظہر ہے۔ یہ حقیقت اللہ کی وحدانیت اور عظمت پر دلالت کرتی ہے 8۔

سائنسی تفسیری اُسلوب دعوت کی اقسام

سائنسی تفسیری اُسلوب کی دو اقسام مشاہدتی اور تجرباتی اسالیب ہیں۔

مشاہداتی دلائل

مشاہداتی دلیل قرآن حکیم کا ایک منفرد اور مؤثر اسلوب ہے جس کے ذریعے مخالف گروہوں کو ایسی چیزوں پر غور کرنے کی دعوت دی جاتی ہے جنہیں دیکھ کر ہر باشعور انسان حق کی گواہی دے سکتا ہے۔ یہ اسلوب عقائد کی وضاحت کے لیے زیادہ وزن رکھتا ہے، کیونکہ مشاہداتی حقائق کا اثر منطقی اور نقلی دلائل کے مقابلے میں زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کے لیے قرآن نے اس طرز کو بارہا استعمال کیا ہے، جیسا کہ اس مثال میں ہے کہ

﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾[9]

یہ آیت اللہ کی قدرت کا ایک ایسا مشاہدہ پیش کرتی ہے جس سے توحید کا ثبوت ملتا ہے۔ زمین کا پر سکون ہونا، دریاؤں اور نہروں کا بہنا، مضبوط پہاڑوں کی موجودگی، اور سمندروں کے درمیان پردے کا ہونا—یہ سب اللہ کی تخلیقی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ان سب امور پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی ان کاموں کو انجام دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود بہت سے لوگ توحید کے بارے میں لاعلم ہیں۔

اس اسلوب میں قرآن انسان کو کائنات کے مشاہدے کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ وہ حقیقت کو پہچانے اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے۔

تجرباتی دلائل اسلوب

قرآن کا تجرباتی اسلوب انسان کو کائنات کے مظاہر پر غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتا ہے، تاکہ وہ ان مشاہدات کے ذریعے اللہ کی قدرت اور حکمت کو سمجھ سکے۔ قرآن میں مختلف آیات میں قدرتی واقعات، زمین و آسمان، قدرتی آفات اور حیاتیاتی عمل پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے تاکہ انسان اپنے تجربات سے علم حاصل کرے اور اللہ کی نشانیوں کو پہچانے۔ مثلاً یہ آیت واضح کرتی ہے۔

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ﴾[10]

ترجمہ" : کہو! زمین میں سیر کرو، پھر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح پیدا کرنا شروع کیا۔"

یہ آیات قرآن کے تجرباتی اسلوب کو واضح کرتی ہے جو کہ تجرباتی طریقہ ہے کہ انسان کو زمین میں سیر کرنے اور وہاں کے قدرتی مظاہر پر غور کرنے کی ہدایت دیتی ہے، تاکہ وہ اللہ کی تخلیق کو سمجھے اور اس کی عظمت کو تسلیم کرے۔ جس کے ذریعے انسان اپنی عقل و شعور سے قدرت کی حقیقت کو دریافت کرتا ہے۔ جہاں انسان کو کائنات کے مظاہر پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے، تاکہ وہ اللہ کی نشانیوں کو پہچان سکے۔[11]

مبحث دوم: قرآن مجید کی سائنسی انداز بیان کی تفسیر اور علماء کے نظریات

آسمان اور زمین پہلے ایک حالت میں تھے جہاں نہ بارش برستی تھی اور نہ زمین سے پیداوار ہوتی تھی۔ جس وقت بارش کا نزول نہ ہو اور زمین کچھ نہ اگائے، تو اسے بھی آسمان اور زمین کا بند ہونا کہا جا سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح کھول دیا کہ آسمان سے بارش برسنے لگی اور زمین سے نباتات اگنے لگیں۔[12]

قرآن کی تکوینی آیات کی تفسیر میں سائنسی علوم کو شامل کرنے کا رجحان قدیم علماء میں بھی موجود تھا۔ انہوں نے اپنی تفاسیر میں سائنسی حقائق کو قرآن کی تشریح کا حصہ بنایا۔ اس رجحان کے نمایاں علماء میں امام ابو الفضل المرسیؒ، امام غزالیؒ، امام فخر الدین رازیؒ، امام بدر الدین زرکشیؒ، اور امام جلال الدین سیوطیؒ شامل ہیں۔ ان علماء نے قرآن کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لیے سائنسی علوم کو ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔

سائنسی رجحان کی تفسیر کی ابتداء:

خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں یونانی علوم کی آمد کے ساتھ عقلیات کا آغاز ہوا، اور اسلامی احکام کی تفسیر بھی عقل کی روشنی میں کی جانے لگی۔ اس دوران قرآن مجید کو بھی عقلی پرکھ کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں قرآن کے بارے میں ایک مناظرانہ بحث شروع ہوئی، خاص طور پر یہ سوال کہ قرآن کلام اللہ ہے یا مخلوق؟ اس اختلاف نے سائنسی تفسیر کی ابتداء کو جنم دیا، اور قرآن کی آیات کو سائنسی اصولوں کے تحت پرکھا جانے لگا۔ یہ رجحان ایک ایسے وقت میں سامنے آیا جب مسلمان اپنی عظمت کے سنہری دور سے دور ہو چکے تھے، اور غیر مسلم سائنسی میدان میں آگے بڑھ رہے تھے۔ مسلمانوں میں سائنسی ترقی سے دوری اور اس کی مخالفت بڑھ رہی تھی۔ ان حالات میں سائنسی تفسیر کے حق اور مخالفت کے درمیان ایک تیسرا طبقہ سامنے آیا، جس نے دونوں کے درمیان ایک توازن پیدا کیا اور سائنسی تفسیر کے اصول مرتب کیے، اس طرح سائنسی تفسیر کی افادیت کو سامنے لانے کے لیے تین گروہ وجود میں آگئے۔

سائنسی تفسیری رجحان اور امام غزالیؒ

علمی تفسیر کے قائلین میں سے ہیں۔ ان کے ہاں قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کو سائنسی علوم کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا ہے[13]۔

امام غزالیؒ[14] وہ پہلے عالم تھے جنہوں نے قرآن کی تفسیر میں سائنسی پہلوؤں پر کھل کر روشنی ڈالی۔ان سے قبل قرآن کی تفاسیر میں تحقیق تو کی جاتی رہی، لیکن سائنسی نکات پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔اگر عہدِ صحابہؓ میں ایسا کوئی رجحان ہوتا تو اس کی نشانیاں واضح طور پر نظر آتیں۔پہلی سے پانچویں صدی ہجری کے دوران تفاسیر میں جو سائنسی اشارے موجود تھے، انہیں اس وقت سائنسی تفسیر کے طور پر نہیں دیکھا گیا۔اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اُس دور میں سائنس اس حد تک ترقی یافتہ نہیں تھی، اور دوسری یہ کہ تفاسیر کا اصل مقصد قرآن کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات کی وضاحت تھا۔[15]

سائنسی تفسیر میں ابوالفضل المرسیؒ کا نقطہ نظر

ابوالفضل المرسیؒ[16] نے قرآن کی تشریح میں سائنسی پہلوؤں پر خاص توجہ دی۔ان کا ماننا تھا کہ قرآن پاک میں قدیم اور جدید تمام علوم موجود ہیں، جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، سوائے ان علوم کے جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ علم صحابہ کرام کو منتقل کیا، جن میں خصوصاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا کہنا ہے: "اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے، تو میں اسے قرآن میں تلاش کر سکتا ہوں۔[17]

ابوالفضل المرسیؒ نے سائنسی تفسیر میں قرآن کی جامعیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن میں تمام علوم کا احاطہ ہے، جس کا علم اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کو ہے، اور یہ علم صحابہ کرامؓ تک پہنچا۔

امام زرکشیؒ کا سائنسی تفسیر کے بارے میں نقطہ نظر:

امام زرکشیؒ[18] بھی ان علماء میں شامل ہیں جو اس نقطۂ نظر کے حامی تھے۔انہوں نے اپنی مشہور کتاب *الاتقان فی علوم القرآن* میں ایک مخصوص فصل تحریر کی، جس کا عنوان ہے" *فی القرآن علم الاولین والاخرین*"۔اس عنوان کا مطلب ہے کہ قرآن تمام قدیم اور جدید علوم کا احاطہ کرتا ہے۔[19]

امام زرکشیؒ نے فرمایا کہ قرآن میں قدیم وجدید زمانوں کے تمام علوم شامل ہیں، جو اس کی ہمہ گیر حقیقت کو مزید مستحکم کرتے ہیں۔

امام جلال الدین السیوطیؒ اور سائنسی تفسیری رجحان

امام سیوطیؒ[20] سائنسی تفسیر کے حامی تھے اور فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے۔ان کے مطابق، مختلف علوم کے تمام بنیادی اصول اور مسائل قرآن میں موجود ہیں۔اس میں حیرت انگیز مخلوقات، آسمانوں، زمین، بلند افق،اور زیر زمین پائی جانے والی اشیاء کا ذکر شامل ہے۔قرآن میں تخلیق کی ابتدا، مشہور انبیاء اور فرشتوں کے نام،اور گزری ہوئی اقوام کے حالات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

پھر سائنسی تفسیر کی مطابقت میں ابن ابی الدنیا کا قول نقل فرماتے ہیں کہ " وَعُلُومُ الْقُرْآنِ وَمَا يستنبط مِنْهُ بَحْرٌ لَا سَاحِلَ لَهُ "علوم القران اور اس سے مستنبط ہونے والے علوم ایسا سمندر ہیں کہ جن کا ساحل نہیں۔[21]

سائنسی تفسیر کا رجحان صرف قدیم علماء تک محدود نہیں رہا بلکہ عصرِ حاضر میں بھی علماء اور عوام میں اس کی مقبولیت بڑھ گئی ہے۔آج کے دور میں قرآن کی تفسیر بالماثور کو عمومی طور پر کم توجہ دی جاتی ہے، لیکن جب قرآنی آیات کے ساتھ سائنسی معلومات کو شامل کیا جاتا ہے تو لوگ زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ جدید مفسرین میں سے بعض نے اپنی تفاسیر میں سائنسی معلومات کو شامل کرنے کے لیے مواد میں تبدیلیاں بھی کی ہیں۔[22]

پس قرآن کا مقصد انسانیت کو ہدایت دینا ہے، نہ کہ سائنسی نظریات کو ثابت کرنا۔

طاہر بن عاشورؒ کا سائنسی تفسیری نظریہ:

شیخ طاہر بن عاشورؒ[23] سائنسی تفسیر کے حامیوں میں شمار ہوتے ہیں۔اپنی تفسیر *التحریر والتنویر* میں انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ تفسیری عمل میں مختلف علوم سے مدد لینا ضروری ہے۔ان کے نزدیک، یہ طریقہ قرآن کی آیات کے معنی کو مزید واضح اور قابل فہم بنانے میں مدد دیتا ہے، جس سے مدعا زیادہ مضبوط اور دلیل کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے۔[24]

﴿أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا﴾[25]

فاضل مفسر اس آیت کی بلاغی اور اشاری تفسیر بیان کرنے بعد سائنسی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "والظاهر أن الآية تشمل جميع ما يتحقق فيه معاني الرتق والفتق إذ لا مانع من اعتبار معنى عام يجمعها جميعاً ، فتكون الآية قد اشتملت على عبرة تعم كل الناس وكل عبرة خاصة بأهل النظر والعلم فتكون من معجزات القرآن العلمية التي أشرنا إليها في مقدمات هذا التفسير "[26]

"ظاہری طور پر آیت اُن تمام معانی اور مفاہیم پر مشتمل ہے جو رتق اور فتق کے معانی کو ظاہر کرتی ہے۔ ظاہری طور پر آیت ان تمام معانی کو ثابت کرتی ہے جو رتق اور فتق سے ثابت شدہ ہیں باوجود یہ کے عمومی معنی جو اس کے ساتھ مجموعی طور پر عمومی معنی کے معتبر ہونے کے مانع بھی نہیں اور آیت جو ہے وہ لوگوں کے لئے ایک عمومی نصحیت اور عبرت پر مشتمل ہے اور ہر صبر یا عبرت خاص ہے اہل نظر کے ساتھ خاص ہے، اور ہر نصحیت اہل علم اور اہل نظر کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن کے سائنسی معجزات جس کا ذکر ہم نے تفسیر کے مقدمہ میں کیا ہے"[27]

شیخ طاہر بن عاشورؒ کے نزدیک بعض اوقات سائنسی موضوعات کا قرآنی آیات کی تفسیر سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ ان کے مطابق، ایسے موضوعات کو اسی انداز میں بیان کیا جاسکتا ہے جیسے قرآنی دلائل کی وضاحت کے لیے کلامی مسائل کو پیش کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، وہ فرماتے ہیں کہ کسی قرآنی آیت کی تشریح میں سائنسی معلومات کو شامل کرکے اس کے مفہوم کو بہتر انداز میں واضح کیا جاسکتا ہے جیسا کہ

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ﴾[28]

"اگر زمین اور آسمان وزمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو دونوں کا نظام بگڑ جاتا) کی تشریح میں برہان التمانع[29] اور آیت ﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ﴾[30]

"آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں" کی تشریح میں مسالۃالمتشابہ سے بحث کرتے ہیں"[31]

قرآن کا مقصد دین کی دعوت اور امت کی اصلاح ہے، یہ ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے جس میں سائنسی ترقی کے مطابق معانی کی وسعت ہے۔ قرآن بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے، نہ کہ سائنس کی کتاب، مگر یہ سائنسی مواد پر جامع تبصرہ کرتا ہے اور انسانیت کو تدبر و تفکر کی دعوت دیتا ہے۔ مفسرین نے قرآن کے معانی کی وضاحت میں مختلف علوم سے فائدہ اٹھایا، اور ہمیں بھی ان علوم سے استفادہ کرنا چاہیے جو قرآن کے مقاصد کی خدمت کریں۔[32]

غلام رسول سعیدیؒ کا تفسیری رجحان

غلام رسول سعیدی سائنسی تفسیر کی تائید کرتے ہیں ان کے نظریات کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو سائنس کے تابع کرنا درست نہیں، کیونکہ سائنسی نظریات وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کی تفسیر کو سائنس کے مطابق نہیں کرتے، بلکہ سائنس کو ایک ذریعہ بناتے ہیں تاکہ قرآن کی صداقت کو واضح کیا جاسکے۔ جو حقائق سائنس اب دریافت کر رہی ہے، قرآن نے انہیں صدیوں پہلے بیان کر دیا تھا۔[33]

پس اللہ کی کتاب قرآن مجید تمام علوم کا چشمہ ہے۔

شیخ طنطاوی جوہری کا تفسیری رجحان:

شیخ طنطاوی جوہریؒ کی تفسیر "الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم" ایک اہم علمی کارنامہ ہے، جس میں انہوں نے قرآن کی آیات کی تفسیر میں کائنات کے عجائبات، سائنسی مفروضات اور اسرارِ علم کو شامل کیا ہے۔ان کی تفسیر میں یہ خاص بات ہے کہ انہوں نے قرآن کے متن میں پائے جانے والے سائنسی حقائق اور قدرتی قوانین کی تفصیل بیان کی، جو اس وقت کے سائنسی علم سے ہم آہنگ تھے۔ شیخ جوہری نے قرآن کی آیات میں موجود کائناتی اور سائنسی مفروضات کو واضح کیا،اور اس طرح قرآن کو ایک مکمل علم کا منبع قرار دیا،جو نہ صرف روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتا ہے، بلکہ کائنات کے اسرار کو سمجھنے کا ذریعہ بھی ہے۔ان کی تفسیر میں قرآن کو ہر دور کے علم سے ہم آہنگ قرار دیا گیا ہے، جو ایک انقلابی سوچ کی عکاسی کرتا ہے کہ قرآن ہر زمانے کے علوم اور حقائق کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

بعض مفسرین قرآن سائنسی حقائق کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن قرآن بنیادی طور پر سائنس کی کتاب نہیں، بلکہ ہدایت کا صحیفہ ہے جو تدبر اور مشاہدہ کی دعوت دیتا ہے۔ جن میں اس وقت کے سائنسی نظریات اور اصول ملتے ہیں۔قرآن نے دنیا و آخرت کے تمام علوم کو سمویا ہے،اور کائنات کا کوئی علم ایسا نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔[34]

مبحث ثالث: سائنس کے فروغ میں قرآنی تعلیمات کی معنویت

چودہ سو سال قبل، جب عرب معاشرہ جہالت اور اندھیروں میں تھا،اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے قرآن کو بتدریج نازل فرمایا۔اس وقت اہل عرب دین اور دنیا دونوں علوم سے بے خبر تھے اور سائنسی علم کا بھی کوئی شعور نہیں رکھتے تھے۔ان کی زندگی خونریزی، لوٹ مار، چوری، شراب نوشی،اور بت پرستی جیسے اعمال سے بھری ہوئی تھی۔دین اسلام نے انہیں تہذیب سے آشنا کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے قرآنی دعوت کو پھیلایا۔اس دعوت نے نہ صرف اہل عرب بلکہ دیگر اقوام کو بھی قرآن کی حکمتوں، معاشرتی اصلاحات، اور سائنسی اشاروں سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کیا۔قرآن مجید نے اقوام عالم کو ایک منفرد سائنسی طرزِ فکر عطا کیا۔قرآن کی 756 آیات ایسی ہیں جن میں سائنسی حقائق کی گہرائیاں پوشیدہ ہیں۔اگر ان پر غور و تدبر کیا جائے تو یہ سائنس کی دنیا میں حیرت انگیز تحقیقات کا دروازہ کھول سکتی ہیں۔[35]

قرآن مجید میں جس دعوتِ دین کا ذکر کیا گیا ہے،اس کے کچھ بنیادی احکام عرب کے اُس نظام سے اخذ کیے گئے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانے سے رائج تھا۔یہ احکام مخصوص علاقوں، زمانوں،اور اقوام کے لیے تھے، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو صرف اپنی قوم کے لیے

نہیں بلکہ دیگر اقوام کے لیے بھی بھیجا گیا تھا۔ وہ عراق میں پیدا ہوئے، اور پھر دعوتِ دین کے لیے فلسطین، مصر، اور جزیرۂ عرب میں گئے۔ کچھ روایات کے مطابق، حضرت ابراہیمؑ نے یورپ اور ہندوستان کے علاقوں میں بھی دین کی تبلیغ کی اور مختلف جگہوں پر دعوتِ دین کا فریضہ انجام دیا۔[36]

ابراہیم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی اس عالم گیر اور بین الاقوامی دعوت کی بنیاد رکھی جسکی تکمیل جناب محمد نے کی۔ اسی لئے ملت اسلامیہ کو ملت ابراہیمی بھی کہا گیا ہے۔[37]

قرآن میں اگر سائنسی اسالیب اور مضامین کو تلاش کیا جائے۔ تو ڈاکٹر سعید اللہ قاضی کے مطابق، اگر قرآن میں سائنسی اسالیب اور مضامین کو تلاش کیا جائے، تو قرآن میں 750 آیات ایسی ہیں جو فطرت اور سائنس سے متعلق ہیں۔ ان آیات میں حیاتیات (بیالوجی) سے متعلق 328 مقامات پر، کیمیا (کیمیاء) سے متعلق 37 مقامات پر، ریاضی سے متعلق 19 مقامات پر، گنتی اور اعداد کی ترتیب میں ایک باقاعدہ نظام، اور طبیعیات (فزکس) سے متعلق 31 آیات پائی جاتی ہیں۔ یہ سائنسی مضامین قرآن میں سائنس کی عصری اہمیت اور معنویت کو اجاگر کرتے ہیں۔[38]

قرآن کے پیش کردہ نظریات کو آج تک سائنس غلط ثابت نہیں کر سکی۔ قرآن اور اسلام نے سائنس کو نہ صرف وسعت دی بلکہ علم و تحقیق کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔ اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے آفاق و انفس کے مطالعے، غور و فکر اور تدبر کی دعوت دی۔ اسلام کے تحقیقی اور مشاہداتی مزاج نے دنیا کو علم و تحقیق کی جانب مائل کیا اور یہ حقیقت واضح کی کہ سائنس قرآن کی ہدایت کے تابع ہے، نہ کہ قرآن سائنس کا تابع۔ قرآن حکیم سائنسی بے اعتدالیوں اور بے راہ روی کو قابو کرتا ہے، کیونکہ مذہب کا سائنسی معاملات میں عمل دخل ضروری ہے تاکہ انسانیت کی بقاء اور دنیا کا امن برقرار رکھا جاسکے۔ سائنسی تفسیر کا مقصد سائنس کی خدمت کرنا نہیں بلکہ قرآن کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ایک ذریعہ فراہم کرنا ہے۔ اس سے سائنسی دنیا کے سامنے تحقیق کے نئے راستے کھلیں گے۔ قرآن مجید ایک کتاب ہدایت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جب انسان قرآن کا مطالعہ کرتا ہے، تو وہ ان واقعات کو اپنی نظر سے دیکھتا ہے اور دنیا کی باقی حقیقتیں اس کے لیے موقتی طور پر پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔[39]

جتنی کا مقصد انسان کے انفرادی اور اجتماعی رویوں کو سمجھنا ہے۔ جہاں آرٹس اور ہیومنٹیز انفرادی رویوں کا مطالعہ کرتی ہیں، وہیں سوشل سائنسز اجتماعی رویوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ دونوں کا مقصد انسان کو مکمل طور پر سمجھنا ہے، اور قرآن کا موضوع بھی انسان ہے۔ قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور قرآن خود کو کتاب ہدایت قرار دیتا ہے۔ ہدایت اسلامی نصوص اور احکام میں ایک بنیادی عنصر ہے، اور یہ تکوینی آیات کو بھی شامل کرتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم فقہی احکام کا سرچشمہ ہے، اسی طرح تکوینی آیات بھی قرآن کا

حصہ ہیں، اور یہ تمام آیات قرآن مجید کا حصہ ہیں، نہ کہ کوئی الگ اجزاء۔ لہذا سائنسی طریقہ تفسیر قرآن مجید کو سمجھنے کا ایک درست اور ممکنہ انداز ہو سکتا ہے، لیکن یہ طریقہ کچھ حدود و قیود کے ساتھ ہونا چاہیے، تاکہ قرآن کے اصل پیغام اور ہدایت کو صحیح طور پر سمجھا جا سکے۔[40]

قرآنی الفاظ کی جدید سائنسی تحقیقات سے مطابقت اس تصور پر مبنی ہے کہ یہ تحقیقات متعلقہ واقعات کی نشاندہی کرنے میں کامیاب رہی ہیں۔ مادی کائنات کے حوالے سے قرآن کے اشارتی الفاظ کی وضاحت کے لیے انسانیت کے پاس اب کافی مواد موجود ہے۔ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل کی بہتر اور درست معلومات قرآنی سائنسی اشارات کو مزید واضح کریں گی، اور وہ کسی طور مختلف نہیں ہوں گی۔ اس حوالے سے قرآن کے بیانات کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: پہلی قسم ان امور سے متعلق ہے جن کے بارے میں انسان نزولِ قرآن کے وقت کچھ نہ کچھ جانتا تھا، اور دوسری قسم وہ ہے جس میں صرف سطحی یا ظاہری معلومات موجود تھیں۔[41]

سائنسی تفسیری اُسلوب سے کائنات میں غور و فکر کرنے کی تحریک

قرآن مجید بنیادی طور پر ایک کتابِ ہدایت ہے، لیکن اس میں مختلف مقامات پر اشاروں یا صریح انداز میں سورج، چاند، ستاروں اور کائنات کی تخلیق کے دیگر مظاہر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ان مظاہر کو اللہ کی توحید کی نشانیاں قرار دیتے ہوئے، انسان کو خالقِ کائنات کی وحدانیت کی جانب متوجہ کیا گیا ہے۔ قرآن میں کائنات کے نظام، سورج اور چاند کی حرکات، دن اور رات کی گردش سے توحید کے حق میں دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی انسان کو غور و فکر اور تدبر کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ وہ ان قدرتی مظاہر کا مشاہدہ کر کے حقیقی خالق تک رسائی حاصل کر سکے۔

﴿الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ -- وَهُوَ حَسِيرٌ﴾[42]

قرآن کے اس سائنسی اُسلوب میں انسان کو کائنات میں بار بار غور و فکر کرنے کو کہا گیا ہے۔ اس اسلوب دعوت سے انسان تدبر و فکر کرنے کی طرف حرکت دی گئی ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت امام بیضاوی کے قول سے ہو جاتی ہے۔ انہوں نے غور و فکر کو بہترین عبادت قرار دیا ہے:

" وهو أفضل العبادات كما قال عليه الصلاة والسلام « لا عبادة كالتفكر » لأنه المخصوص بالقلب والمقصود من الخلق[43].

سائنسی تفسیری اُسلوب سے عقل و مشاہدے کے استعمال کی رغبت

کائنات کے نظام پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ نہ صرف ہر قسم کے نقص سے پاک ہے بلکہ انسانی ضروریات کے مطابق بھی ہے۔ یہ بات اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہے کہ کائنات کو ایک عظیم مقصد کے تحت تخلیق کیا گیا ہے۔

﴿أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ﴾[44]

"بھلا کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے بنایا ہے؟ اور ہم نے اسے خوبصورتی بخشی ہے، اور اس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں۔"

اس سائنسی اسلوب دعوت کے ذریعے عقل اور مشاہدے کے ساتھ غور و فکر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے انسان کا ربط اپنے رب سے مستحکم ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی کا مقصد بھی سمجھنے لگتا ہے۔ چونکہ انسان میں عقل سلیم اور نتیجہ خیز مشاہدے کی صلاحیت موجود ہے، اس لیے وہ ان آیات کی مدد سے معرفتِ الٰہی کو جلد حاصل کر لیتا ہے۔ انسان اس دنیا کی اہم اور مرکزی مخلوق ہے۔[45]

اس آیت کے ضمن میں ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں:

يقول تعالى منبها للعباد على قدرته العظيمة التي أظهر بها ما هو أعظم مما تعجبوا مستبعدين لوقوعه: ﴿ أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا﴾[46]

اللہ تعالیٰ اپنی عظیم قدرت کے بارے میں اپنے بندوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کیا یہ لوگ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ ہم نے اسے کس خوبصورتی سے بنایا اور ستاروں سے مزین کیا، اور اس میں کوئی نقص یا کمی نہیں رکھی؟" یہ آیت انسان کو تخلیق کی کامل منصوبہ بندی اور اللہ کی قدرت پر غور و فکر کی دعوت دیتی ہے"[47]

قرآن مجید انسان کو کائنات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، جس کا نتیجہ اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ انسانی عقل، حیرت اور عاجزی کے ساتھ، معرفتِ الٰہی کے سامنے سر جھکا دیتی ہے۔ آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کرنے کی حقیقت اور معنویت قرآن کی ان نشانیوں میں سے ہیں جو خالق کی عظمت کو واضح کرتی ہیں۔ قرآن پہلی کتاب ہے جس نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود ہر چیز کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات پیش کرتے ہوئے انسان کو قدرت کے مطالعے اور مشاہدے کی دعوت دی۔

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ﴾[48]

"کہہ دو کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو اللہ نے کس طرح مخلوق کو پیدا کیا"۔

قدیم دور میں انسان کے لیے یہ الفاظ عموماً اس کی آنکھوں کے مشاہدے کے عین مطابق تھے۔ وہ اپنے آسمان پر نظر دوڑاتا تو سورج، چاند، ستارے اور کہکشائیں دیکھتا، لیکن ان میں سے کسی میں بھی کوئی ستون، کھمبا یا کوئی ایسا سہارے کا نشان نہیں تھا۔ آج کا انسان، جو سائنسی ترقی سے باخبر ہے، ان الفاظ میں ایک نئی گہرائی پاتا ہے، کیونکہ جدید سائنسی تحقیقات بتاتی ہیں کہ اجرام سماوی ایک وسیع خلا میں بغیر کسی سہارے کے حرکت کر رہے ہیں، اور یہ سب کشش ثقل کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، جو ان کو خلا میں قائم رکھتا ہے۔

قرآن مجید کے اسالیب میں دو پہلو نمایاں ہیں۔ پہلا یہ کہ قرآن کا اسلوب اپنی نوعیت میں منفرد اور بے مثال ہے؛ نہ یہ شعر ہے، نہ کہانت اور نہ ہی خطابت۔ دوسرا یہ کہ قرآن نے اپنے مخاطبین، خصوصاً صحابہ کرامؓ کے فہم کے مطابق اپنی زبان اور انداز بیان کو قریب تر رکھا۔ قرآن نے جہاں عربوں کے اسلوب کو اختیار کیا، وہیں ان کی مثبت عادات کو بھی تسلیم کیا۔ تاہم، جہاں ان کے رویوں میں کمزوریاں اور خامیاں تھیں، وہاں ان کی اصلاح کے لیے ان کی نشاندہی بھی کی گئی۔

نتائج تحقیق:

قرآن کے سائنسی اسلوب دعوت کو جدید دنیا میں نہایت مؤثر طریقے سے استعمال کیا جا سکتا ہے، خاص طور پر تعلیمی اور سائنسی مکالمات کے ذریعے۔

قرآن کے سائنسی اسلوب دعوت نے انسانی فکر اور معاشرت میں مثبت تبدیلیاں پیدا کی ہیں، خاص طور پر انفرادی شعور اور اجتماعی رویوں کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

قرآن کے سائنسی پیغام کو جدید سائنسی تحقیق کے ساتھ جوڑنے سے نوجوان نسل اور ماہرین میں اس کی مقبولیت اور اثر پذیری میں اضافہ ممکن ہے۔

یہ اسلوب انسانی عقل کو مخاطب کرتے ہوئے تحقیق، تفکر، اور تدبر پر زور دیتا ہے، جس سے معاشرتی ترقی کے لیے فکری بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔

قرآن کا سائنسی اسلوب دعوت انسانی عقل و شعور کو مخاطب کر کے عصر حاضر کے علمی چیلنجز کا جواب دے سکتا ہے اور ایک مضبوط علمی و معاشرتی نظام کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

جدید سائنسی تحقیقات نے قرآن میں پیش کیے گئے سائنسی اشارات اور اصولوں کی تصدیق کی ہے، جیسے کائنات کی تخلیق، انسانی جنین کی تشکیل، اور زمین و آسمان کے مظاہر۔

یہ تصدیقات نہ صرف ایمان کو مضبوط کرتی ہیں بلکہ قرآن کی حقانیت کو عقلی بنیادوں پر سمجھنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

سائنسی ترقیات کے ذریعے قرآنی تعلیمات کی تصدیق نے دعوتِ دین کے لیے ایک نیا زاویہ فراہم کیا ہے جو عصر حاضر کے سوالات کا عقلی جواب پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

[1] عدنان عرعور، **دعوت دین کا طریقہ کار عصر حاضر کے تناظر میں**، مترجم: ڈاکٹر عبدالرحمن یوسف مدنی، (لاہور، مکتبہ ابن تیمیہ، 2015ء)، ص288

[2] ڈاکٹر خالد محمود، **تحقیق کے اصول اور طریقے**، لاہور: الفتح پبلشرز، 2021، ص45

[3] ڈاکٹر سید ضیاء الدین، **علمی تحقیق اور اسلوب نگارش**، کراچی: ادبیات پبلشرز، 2018، ص38

[4] الانبیاء: 304/21

[5] ڈاکٹر ذاکر نائیک، *The Quran and Modern Science*، اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن، ممبئی، ص22

[6] لابن عباس رضي الله عنهما، **تنوير المقباس من تفسير ابن عباس**، 388/1

[7] ایضا

[8] امام جلال الدین السیوطی، **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور**، (الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1976ء)، ج15، ص248، 247

[9] نمل: 61/27

ترجمہ "اور کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے؟ کہ االلہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں بلکہ ان میں اکثر لوگ ناداں ہیں"

[10] العنکبوت 20/29

[11] سواتی، صوفی عبدالحمید معالم العرفان فی دروس القرآن (گوجرانوالہ، مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج، 2008ء) ص12

[12] محمد حسین، التفسیر والمفسرون، 140/3

[13] حامد محمد الغزالی، **جواهر القرآن**، (مصر مكتبة الجندي،) ص46، 45، امام غزالی متوفی (505ھ)، نے اپنی تصنیف، جوہر القرآن میں اس پر مستقل لکھا ہے کہ تمام علوم قرآن مجید سے منشعب ہوتے ہیں۔ ابواس پر تبصرہ کے لیے ملاحظہ ہو: التفسیر والمفسرون، للذهبي: 2/332-333۔

[14] امام غزالی (1058–1111) جو توس (ایران) سے تعلق رکھتے تھے، ایک مشہور اسلامی فلسفی، متکلم اور صوفی تھے۔ ان کی نمایاں تصانیف میں *احیاء علوم الدین* (دینی علوم کی تجدید) اور *تہافت الفلاسفہ* (فلاسفہ کی گمراہی) شامل ہیں، جنہوں نے اسلامی فکر پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ آپ نے 1111ء میں وفات پائی۔ *(السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن علی۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، دار ہجر للطباعۃ والنشر، ج6، ص191-196)*

[15] اردو دائرہ معارف اسلامی، موضوع تفسیر، ج6، ص503

[16] ابوالفضل المرسی، جو سلسلہ شاذلیہ کے جلیل القدر صوفی بزرگ تھے، کی ولادت 616 ہجری (1219 عیسوی) کے قریب مرسیہ (اسپین) میں ہوئی۔ وہ شیخ ابو الحسن شاذلی کے قریبی ساتھی اور روحانی جانشین تھے۔ ان کی تعلیمات کا محور تزکیہ نفس، ذکرِ الٰہی، اور اللہ کی محبت تھا۔ ان کا انتقال 686 ہجری (1287 عیسوی) میں اسکندریہ (مصر) میں ہوا، جہاں ان کا مزار آج بھی عقیدت مندوں کے لیے مرکز ہے۔ ان کی زندگی اخلاص، تقویٰ، اور روحانی اصلاح کا نمونہ تھی اور ان کی تعلیمات اسلامی تصوف میں اہم مقام رکھتی ہیں۔

[17] محمود بن عبداللہ آلوسی، **روح المعانی عن تفسیر القرآن** (، بیروت، دار الکتب العلمیہ،) ج3، ص357

[18] امام زرکشی کا پورا نام بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی (1344–1392 عیسوی) تھا۔ وہ شافعی فقہ کے ایک ممتاز عالم تھے جو علوم قرآن میں اپنی خدمات کے لیے مشہور ہیں، خاص طور پر ان کی مشہور تصنیف *البرہان فی علوم القرآن* (علوم قرآن میں دلیل) کے لیے۔

[19] الزرکشی، بدر الدین محمد بن عبد اللہ، **البرهان في علوم القرآن**، (دار إحیاء الکتب العربیة عیسى البابي الحلبي وشرکائه،، 1376ھ–1957م)، 181/2

فهد بن عبد الرحمن بن سلیمان الرومی، **اتجاهات التفسیر في القرن الرابع عشر** (المملکة، العربیة السعودیة، البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد في المملکة، 1406 الطبعة: الأولى 1407ھ–1986ء)، 557/2-558

[20] امام جلال الدین السیوطی (1445–1505 عیسوی)، پورا نام ابوالفضل عبدالرحمن بن ابو بکر بن محمد السیوطی، ایک کثیر التصانیف مصری عالم تھے جو اسلامی عقیدہ، حدیث، تفسیر اور فقہ کے ماہر تھے۔ وہ اپنی مشہور تصانیف *تفسیر الجلالین* (مشترکہ تصنیف) اور *الاتقان فی علوم القرآن* (علوم قرآن کے لیے مکمل رہنما) کے لیے جانے جاتے ہیں۔ ان کی علمی خدمات نے اسلامی علوم پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے ہیں۔

[21] السیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، 38/3

[22] ندوی، مولانا محمد شہاب الدین، قرآن سائنس اور مسلمان، (کراچی، مجلس نشریات اسلام، 1988ء)، ص11

[23] الطاہر بن عاشور (1879–1973) ایک مشہور تیونسی اسلامی عالم اور فقیہ تھے، جو اپنی تفسیر *التحریر والتنویر* اور *مقاصد الشریعہ* کے حوالے سے مشہور ہیں۔ ان کی علمی کاوشوں میں عقلی قرآنی تفسیر اور اسلامی قانونی اصلاحات پر زور دیا گیا ہے۔

[24] الطاہر ابن عاشور، **تفسیر التحریر والتنویر**، (الدار التونسیہ، للنشر 1984ء)، 45/1

[25] الانبیاء: 30/21

[26] الطاہر ابن عاشور، **تفسیر التحریر والتنویر**، 47/16

[27] ایضا

[28] الانبیاء: 22/21

[29] واجب الوجود کی توحید کو ثابت کرنے لے متکلمین یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ واجب الوجود دو ہوں تو ان کے مابین کبھی نہ کبھی اختلاف پیدا ہو سکتا ہے، مثلاً ان میں سے ایک کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور دوسرا نہ چاہے، دونوں کے مقاصد جو باہم ایک دوسرے کے ضد ہیں، بیک وقت پورے نہیں ہو سکتے تو بہر حال جو غالب آجائے وہی حقیقی معنی میں واجب الوجود ہے۔(https://islaminsight.org/uloom-o-funoon)

---

[30] الذاریات:47/51

[31]الطاہر ابن عاشور، **تفسیر التحریر والتنویر**،43/1

[32]طاہر ابن عاشور، **التحریر و تنویر**،(تیونس،النشر،1984ء)45/1

[33]غلام رسول سعیدی، **تبیان القرآن**،ج4،ص154

[34]صداقت حسین،ڈاکٹر امجد حیات، **دعوت دین میں سائنسی تفسیر کی افادیت اور عصر حاضر میں اثرات**(تجزیاتی مطالعہ)، مجلہ علوم اسلامیہ، جنوری-جون 2021ء ج28، شمارہ

[35]قاسمی، مولانا، محبوب فروغ احمد، **اختلاف رائے اور وحدت امت**، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ2، جلد،100، فروری2016ء۔

[36]جواعلی، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**،(بیروت، ارالعلم للملایین،1969ء)245/1/ جرجی زیدان، االعرب قبل الاسلام قاہرہ، داراالہلال،152/1

[37]ابن الاثیر الجزری، **الکامل فی التاریخ**،(بیروت، دارالکتاب العربی،،1986ء)53/1

[38] Saddaqat Hussain, **Scientific Preaching Method of the Qur'an**, Hazara Islamicus,Vol.10 (Issue. 2 July-Dec 2021) 2,,PP: 01-1)

[39]زغلول النجار، **من آیات الإعجاز العلمي في القرآن الكريم**،د.-مکتبة الشروق/1422ھ-/2001م 38/1

[40]ڈاکٹر، محمد رفیع الدین "اسلام اور سائنس" ص21، کراچی، قبال اکیڈمی،1968)

[41]حوالہ محولہ

[42]الملک:4-3/67

ترجمہ: جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے، تم خدائے رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے، اب پھر سے نظر دوڑا کر دیکھو کیا تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نظر دوڑاؤ، نتیجہ یہی ہو گا کہ نظر تھک ہار کر تمہارے پاس نامراد لوٹ آئے گی۔

[43]البیضاوي، **انوار التنزیل واسرار التاویل للبیضاوي**(مصر، مطبوعہ دار فراس للنشر والتوزیع)131/2

ترجمہ: یہ بہترین عبادت ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ غور وفکر سے بہتر کوئی عبادت نہیں کیونکہ یہ دل کے ساتھ مخصوص ہے اور مخلوق سے یہی مقصود ہے

[44]ق:60/50

[45]صداقت حسین،، **قرآن کریم کا منطقی و تکوینی اسلوب دعوت اور معاصر نظریات**، پاکستان جرنل آف اسلامک فلاسفی، 2021ء جنوری—جون، جلد3، شمارہ1

[46]ابن کثیر، **تفسیر ابن کثیر**،،(قاہرہ، دار طیبہ، مصر1999ء،)396/7

[47]ایضا

[48] العنکبوت:20/29

کتابیات

1. The Quran.
2. Mahmood, Dr. Khalid. *Tahqiq ke Usool Aur Tareeqay.* Lahore: Al-Fath Publishers, 2021.
3. Ziauddin, Dr. Syed. *Ilmi Tahqiq Aur Asloob-e-Nigaarish.* Karachi: Adbiat Publishers, 2018.
4. Naik, Dr. Zakir. *The Quran and Modern Science.* Mumbai: Islamic Research Foundation, 2004.
5. Ibn Abbas, Abdullah. *Tanweer al-Miqbaas min Tafseer Ibn Abbas.* Vol. 1. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2005.
6. Al-Suyuti, Jalal al-Din. *Al-Durr al-Manthoor fi al-Tafseer bi al-Mathoor.* Vol. 15. Cairo: Al-Ilahia al-Misriyyah, 1976.
7. Swati, Sufi Abdul Hamid. *Ma'alim al-Irfan fi Durus al-Quran.* Gujranwala: Maktabah Darus al-Quran Farooq Ganj, 2008.
8. Hussain, Muhammad. *Al-Tafseer wa al-Mufassirun.* Vol. 3. Riyadh: Darussalam, 2010.
9. Ghazali, Hamid Muhammad. *Jawahir al-Quran.* Cairo: Maktabah al-Jundi, 1998.
10. Ghazali, Imam. *Ihya' Ulum al-Din.* Beirut: Dar al-Ma'arifah, 1980.
11. Al-Sabki, Taj al-Din Abdul Wahab bin Ali. *Tabqat al-Shafi'iyah al-Kubra.* Vol. 6. Cairo: Dar al-Kutub al-Misriyyah, 1964.
12. Urdu Daira Ma'arif Islami. "Mauzu' Tafseer." Vol. 6. Karachi: University of Karachi Press, 1980.
13. Al-Mursi, Abu al-Fadl. *Shadhili Silsilah ke Jaleel al-Qadr Sufi Buzurg.* Alexandria: Dar al-Islam, 2001.
14. Al-Alusi, Mahmood bin Abdullah. *Ruh al-Ma'ani 'an Tafseer al-Quran.* Vol. 3. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1985.

15. Al-Zarkashi, Imam Badr al-Din Muhammad bin Abdullah. *Al-Burhan fi Ulum al-Quran.* Vol. 2. Beirut: Dar Ihya' al-Kutub al-Arabiyyah, 1957.
16. Al-Roumi, Fahd bin Abdul Rahman bin Suleiman. *Ittijahaat al-Tafseer fi al-Qarn al-Rabe' 'Ashar.* Riyadh: Bahuth Ilmiyyah wa Ifta' wa Da'wah wa Irshad, 1987.
17. Al-Suyuti, Jalal al-Din. *Al-Itqan fi Ulum al-Quran.* Vol. 3. Cairo: Dar al-Hadith, 1984.
18. The Quran. Surah Al-Anbiya, 21:30–304.
19. The Quran. Translated by Abdullah Yusuf Ali. Medina: King Fahd Printing Complex, 1985.
20. Al-Baydawi, Nasir al-Din. *Anwar al-Tanzeel wa Asrar al-Ta'weel.* Vol. 2. Cairo: Dar al-Fikr, 1991.
21. Ibn Kathir, Ismail bin Umar. *Tafseer Ibn Kathir.* Vol. 7. Cairo: Dar al-Tayyibah, 1999.
22. Saeedi, Ghulam Rasool. *Tafsir-e-Tibyan al-Quran.* Vol. 4. Karachi: Zam Zam Publishers, 2003.
23. Siddiqi, Muhammad Rafiuddin. *Islam aur Science.* Karachi: Iqbal Academy, 1968.
24. Sadaqat Hussain. "The Logical and Scientific Approach of the Quran." *Pakistan Journal of Islamic Philosophy.* Vol. 3, no. 1 (2021): 1–12.
25. Sadaqat Hussain, and Dr. Amjad Hayat. "The Benefits of Scientific Interpretation in Da'wah." *Majallah Uloom-e-Islamiyyah.* Vol. 28, no. 1 (2021): 56–68.
26. Zaghlool al-Najjar. *Min Ayat al-I'jaz al-Ilmi fi al-Quran al-Kareem.* Cairo: Maktabah al-Shurooq, 2001.